

## حدود اللہ کی عظمت تو جانور بھی پہچانتے ہیں

قاری عبد الہادی

حافظ ابن عساکر اپنی کتاب ”تاریخ دمشق“ میں ایک انوکھا اور سبق آموز واقعہ نقل کرتے ہیں۔ حضرت ابو عبد اللہ عمرو بن میمون الاودی رحمہ اللہ کا شمار اکابر تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ اپنے زہد و تقویٰ کے سبب معروف تھے۔ آپ کی وفات سن ۷۴ ہجری میں ہوئی۔ ایک دن کوفہ کی ایک مسجد میں لوگ آپ کے گرد اکٹھے تھے۔ مجلس میں موجود ایک شخص نے پوچھا کہ کہ دورِ جاہلیت میں آپ کے ساتھ سب سے عجیب واقعہ کیا پیش آیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”دورِ جاہلیت میں میرے ساتھ سب سے عجیب معاملہ یہ پیش آیا کہ میں نے انسانوں کے سوا بھی کسی مخلوق کو رجم (سنگساری) کی سزا پر عمل کرتے دیکھا۔ معاملہ یوں ہوا کہ میرے گھر والوں نے مجھے کھجوروں کے باغ کی حفاظت پر مامور کر رکھا تھا تا کہ میں بندروں کو باغ خراب نہ کرنے دوں۔ ایک دن میں باغ میں ہی تھا کہ اچانک کچھ بندر نمودار ہوئے؛ کچھ درختوں پر چڑھ گئے اور کچھ آرام کرنے کے لیے باغ ہی میں ادھر ادھر بکھر گئے۔ اتنے میں ایک بندر اور بندر یا آئے اور آرام کرنے کے لیے اکٹھے لیٹ گئے، بندر یا نے بندر کے سر کے نیچے ہاتھ رکھا اور وہ اس پر سر رکھ کر گہری نیند سو گیا۔ اسے سوتا دیکھ کر، ایک اور بندر اس بندر یا کے قریب آیا اور اسے چنگی کاٹی۔ بندر یا نے نہایت آہستگی سے پہلے بندر کے سر کے نیچے سے ہاتھ نکالا اور دوسرے بندر کے ساتھ چل پڑی۔ دونوں نے کچھ دور جا کر باہم مجامعت کی۔

میں یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر بندر یا واپس پہلے بندر کے پاس لوٹی اور دوبارہ آہستگی سے اپنا ہاتھ اس کے سر کے نیچے گھسانا چاہا، لیکن اس کی آنکھ کھل گئی۔ بندر کو کچھ شک ہوا اور اس نے بندر یا کو سونگھا، اور سونگھنے کے بعد زور زور سے چلانے لگا۔ اس کی آواز سن کر سب بندر جمع ہو گئے۔ پھر ان میں سے ایک ان کے درمیان یوں کھڑا ہوا گویا وہ کوئی خطبہ دے رہا ہو۔ پھر وہ سب اس بندر کی تلاش میں نکل پڑے جو بندر یا کے پاس آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسے پکڑ کر لے آئے اور میں بھی اسے پہچان گیا۔ پھر سب بندروں نے مل کر ان دونوں کے لیے گڑھے کھودے اور انہیں سنگسار کر کے مار ڈالا“!

جبکہ دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ نے یہ واقعہ سنا کر فرمایا:

”اللہ کی قسم! میں نے رحم کی سزا دیکھی، حالانکہ ابھی اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث بھی نہیں فرمایا تھا۔“

پس ہلاکت ہو جانوروں سے بھی بدتر ان انسانوں کے لیے؛ ان صحافیوں، کالم نگاروں اور ’حقوق انسانی‘ کے علمبرداروں کے لیے جو اس دین فطرت کی مقرر کردہ حدود پر معترض ہوتے ہیں، اور انہیں ’وحشیانہ سزائیں‘ اور ’دقیانوسی قوانین‘ قرار دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ بندر وہ جانور ہے جو اپنی شہوت پرستی کے سبب بدنام ہے۔ عربی زبان میں کسی شخص کی بدکرداری ظاہر کرنی ہو تو یہ مثال دی جاتی ہے کہ ”فلان اُذنی من القرد“، یعنی یہ کہ فلاں تو بندر سے بھی زیادہ بدکار ہے۔ لیکن اس کے باوجود بندروں کے یہاں بھی کچھ فطری اخلاقیات پائی جاتی ہیں، جن کی مخالفت کرنے پر وہ بھی سخت سزا دیتے ہیں۔ پس اسلام کی مقرر کردہ حدود اور سزاؤں پر وہی انسان نما چوپائے معترض ہو سکتے ہیں جو چاہتے ہیں کہ انسانی معاشرہ ہر قسم کے اخلاق و آداب سے عاری ہو جائے، کسی کی عزت و عفت کے لیے کوئی حرمت باقی نہ بچے اور وہ جانوروں کی طرح، یا شاید ان سے بھی بڑھ کر، جہاں چاہیں جیسے چاہیں اپنی شہوات پوری کرتے پھریں۔ یقیناً اسلام ایسی فاسد تہذیب (بد تہذیبی) کو ہرگز برداشت نہیں کرتا۔ اسلام تو عزتوں و عصمتوں کا محافظ ہے اور اولادِ آدم علیہ السلام کے شایانِ شان، اعلیٰ اخلاق سے آراستہ ایک پاکیزہ معاشرہ تشکیل دینا چاہتا ہے۔